رجسٹرڈ ایل نمبر

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر :۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان۔

جلد ۷ | مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۲۰ء | مطابق ۱۳ شوال سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۱۰۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

۲۸ جون سنہ ۱۹۲۰ء ماسٹر مبارک اسمٰعیل صاحب بی اے کا نکاح رسول بی بی بنت خان صاحب غلام محمد خان کے ساتھ ایک ہزار مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے پڑھا۔

حافظ جمال احمد صاحب کی اہلیہ ۲۸ جون فوت ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں اور دعائے مغفرت کریں۔

جناب ناظر صاحب بیت المال مطلع فرماتے ہیں کہ :۔ ۱۶ تا ۲۸ کے درمیانی ایام میں مسجد احمدیہ لنڈن کے چندہ میں ۵۹۸-۱۳-۹ وصول ہوئے۔ اور کل رقم چندہ ۷۹۰۶۰-۱۱-۹ تک پہنچ چکی ہے۔

اخبار احمدیہ

جناب مفتی صاحب کا تازہ خط
ایک تاتاری مسلمان احمدی ہوا
ایک عیسائی لیڈی نے اسلام قبول کیا

عاجز نے جو مکان کا حصہ کرایہ پر لیا تھا۔ اسکی مالکہ نے بعض متعصب عیسائیوں کے زور دینے پر جو عاجز راقم کے کام اشاعت اسلام سے ناراض ہیں۔ نوٹس دیدیا ہے۔ اسواسطے اور جگہ کرایہ پر لی گئی ہے۔ اور اب نیا پتہ درج ذیل ہے ایک تاتاری مسلمان بنام حبیب صادق سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور ایک عیسائی لیڈی نے قبول اسلام کیا۔ مفصل آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۲۰ء۔ نیو یارک۔ امریکہ

M. Muhammad Sadiq,
1897. Madison Avenue,
New York City.

حیدر آباد میں ختم قرآن پر تبلیغی جلسہ

۲۷ رمضان ۱۳۳۸ کو حسب دستور قدیم مکان انجمن میں ختم قرآن مجید کا جلسہ کیا گیا۔ جسمیں تخمیناً دوسو احباب موجود تھے۔ ۳ بجے سے افطار تک تبلیغی مضامین پر اخویم محمد عبد القادر صاحب مہوپہلی بندری۔ اخویم مولوی عبد القادر صاحب صدیقی۔ اخویم مولوی بہار الدین خان صاحب مولوی فاضل۔ اخویم مسٹر محمد ابراہیم صاحب بی اے نے تقریریں کیں۔ اور خاتمہ پر اخویم مولوی حافظ عبد العلی صاحب وکیل ہائی کورٹ نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا

تازہ مضمون دربارہ خلافت ٹرکی جو کہ الٰہ آباد بھیجا گیا تھا۔ حاضرین کو پڑھکر سنایا۔ اور اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کا وہ فرمان جو خلافت ٹرکی کے مسئلہ سے علیحدہ رہنے کے لئے شائع ہوا ہے۔ وہ بھی سناکر خدا کا شکر کیا گیا۔ کہ ہمیں دینی و دنیوی ہر دو لحاظ سے ایسے ملے ہیں کہ جو شریعت و قانون کے موافق خدام کو تعلیم دے رہے ہیں۔

اسکے بعد ایک معزز صاحب مولوی سید حسین صاحب منصبدار ذوقی جو کہ چند ماہ سے تحقیق میں مصروف تھے۔ بخلوص دل داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے۔

خاکسار سید بشارت احمد۔ سکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن

اعلیٰ امتحانات میں پاس ہونیوالے احمدی طلباء

جس قدر احمدی طلباء مختلف امتحانات میں شامل ہو کر پاس ہوں۔ وہ اپنی کامیابی کی اطلاع دیا کریں تاکہ وہ شایع کر دیئے جایا کریں۔ جس سے قوم کی تعلیمی رفتار کا علم ہوتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جنکے نام شائع کر رہے ہیں۔ یہی اعلیٰ امتحانوں میں کامیاب ہونیوالے نہیں۔ بلکہ اور بھی بہت سے ہیں۔ مگر ہمیں چونکہ ان کے نام معلوم نہیں اس لئے ہم یہی نام شایع کر سکتے ہیں۔ اگر دیگر کامیاب احمدی طلباء ہمیں اطلاع دیں گے تو ہم انکے بھی شایع کر دینگے۔ مگر اطلاع جلد ہونی چاہیئے۔

ضیاء الدین صاحب۔ اقبال احمد صاحب۔ نذیر احمد صاحب۔ محمد عبد السلام خان صاحب بی اے میں پاس ہوئے۔ تقی الدین صاحب۔ غلام محمد صاحب۔ عصمت اللہ صاحب۔ سردار علی صاحب۔ الف اے۔ ایس سی میں پاس ہوئے۔ محمد عثمان صاحب بھاگلپوری۔ مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی۔ عبد القدیر صاحب۔ خلیل الرحمٰن صاحب بنگالی۔ محمد حنیف صاحب بھاگلپوری ایف اے میں پاس ہوئے۔ ماسٹر علی محمد صاحب۔ بی اے بی ٹی کلاس میں کامیاب ہوئے۔

وظائف مدرسہ احمدیہ

اس سے پہلے میں دس وظائف کا اعلان کر چکا ہوں۔ جو مختلف احباب کی طرف سے موصول ہوئے ہیں۔ اسکے بعد مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے پانچ وظائف کا اور اعلان کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت ڈالے۔ اور دیگر دوستوں کو بھی ان کے نمونہ پر چلنے کی توفیق عطاء فرمادے۔

خاکسار عبد الرحمٰن مصری۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

۱۔ سید منشی عبد الحمید صاحب ناظم عدالت دیوانی ضلع گلبرگہ شریف ۱۲؍عہ
۲۔ بابو محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی سیالکوٹ عا؍
۳۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب رسپ اسسٹنٹ سرجن کوہاٹ صر؍
۴۔ ماسٹر نور محمد صاحب۔ فیروزپور عہ؍
۵۔ میاں کرم الٰہی صاحب از کرم پور ے؍

ناظر صاحب بیت المال کا اعلان

سیالکوٹ کے فراہمی چندہ فیصلہ کے لئے انجمن ضلع سیالکوٹ کی طرف سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دورہ کرینگے۔ احباب انکی امداد میں حصہ لیں۔ اور اسیطرح اور احباب بھی لیے اپنے ضلع میں دورہ کیلئے سعی فرمائیں۔ والسلام

نیازمند۔ عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان

خانصاحب کا خطاب

اُمید ہے یہ خبر نہایت خوشی سے سُنی جائیگی۔ کہ جناب منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ و ملازم ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس کو شہنشاہ معظم کی سالگرہ کے موقعہ پر "خان صاحب" کا خطاب گورنمنٹ عالیہ نے عطاء کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

نئے احمدی

منشی منظور احمد صاحب مالک انگریزی دواخانہ سلانوالی لکھتے ہیں۔ کہ ماسٹر محمد بخش صاحب اول مدرس مدرسہ چک ۱۳۲ علاقہ سلانوالی سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کے لئے دعا کی جائے۔

ولادت

محمد گلاب خان صاحب مینیجر سنگر شین کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین

دُعا

جناب سید حافظ مختار احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شاہجہانپور کی ماؤف آنکھ میں شدید تکلیف ہے دُعا کی جائے۔ (محمد حبیب احمد۔ شاہجہانپور)

میں بغرض علاج گڑگاؤں جا رہا ہوں۔ میری صحت کے لئے دُعا کی جائے (حکیم محمد اسمٰعیل قادیان)

میرے لئے دُعا کی جائے (عبد الرحمٰن عرائض نویس لکرمنڈ)

میری زمین کا مقدمہ ہو رہا ہے دعائے کامیابی کی درخواست ہے۔ (غلام حسین گھوگھیاٹ) بندہ کے حل مشکلات کے لئے دُعا کریں۔ (قاضی فضل الٰہی ویکسی نیٹر ڈیرہ اسمٰعیلخان)

نماز جنازہ

محمد اکرم صاحب پٹواری ضلع لاہور کی [illegible] فوت ہو گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں

نظم

سیدنا حضرت احمد جری اللہ پر سلام

اے امام الوریٰ سلام علیک
مہر بدر الدجیٰ سلام علیک

مہدیٔ عہد و عیسیٔ موعود
احمدِ مجتبیٰ سلام علیک

مطلع قادیاں پہ تو جو کا
ہو کے شمس الہدیٰ سلام علیک

تیرے آنے سے سب نبی آئے
مظہر الانبیاء سلام علیک

مسقط وحی مہبط جبریل
سدرۃ المنتہیٰ سلام علیک

کفر کی شب کو کر دیا کافور
مثل شمس الضحیٰ سلام علیک

مانتے ہیں تیری رسالت کو
اے رسول خدا سلام علیک

اہل عالم کا تو مطاع ہوا
مظہر مصطفےٰ سلام علیک

تیرے ہاتھوں میں سیف قرآں ہے
اے شہ لافتیٰ سلام علیک

ہے مصدق تیرا کلام خدا
اے میرے میرزا سلام علیک

تیرے ملنے سے مل گیا مولیٰ
احمدِ حق نما سلام علیک

حسب ارشاد سید الکونین[1]
ہم نے پہنچا دیا سلام علیک

تیرے یوسف کا تحفہ صبح و مسا
ہے درود و دعا سلام علیک

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی ہیڈ کلرک محکمہ مردم شماری ازکوہ بتھیا گلی (ہزارہ)

[1] سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ کہ ملنے والا سلام یعنی حضرت مسیح موعود کو میرا سلام پہنچا دیا جاوے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ یکم جولائی سنہ ۱۹۲۰ء

مولوی ثناء اللہ کے دو پیمانے

ایک اپنے لئے ایک دوسروں کے لئے

وہ لوگ جو لینے کا پیمانہ اور ۔ اور دینے کا اور رکھتے ہیں۔ ان کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے ۔ ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون ۔ کہ ہلاکت ہے ۔ ان لوگوں کے لئے ۔ جو دوسروں سے جب ماپ لیں ۔ تو پورا لیں ۔ اور جب دوسروں کو ماپ دیں یا تول دیں ۔ تو کم دیں ۔

اس آیت کے مصداق نہ صرف وہ لوگ ہیں ۔ جو تجارتی کاروبار یا عام اشیاء کے لین دین میں اپنے لئے اور اور دوسروں کے لئے اور پیمانہ رکھتے ہیں ۔ بلکہ وہ لوگ بھی ہیں ۔ جو مذہبی اور دینی معاملات میں اپنے لئے جس اصل کو تجویز کرتے ہیں ۔ اسے دوسروں کے لئے برقرار و قائم نہیں رہنے دیتے ۔

ہمارے اکثر مخالفین کا یہی طرز عمل ہے ۔ جس کا تازہ ثبوت مولوی ثناء اللہ نے اپنے ۲۸ مئی کے اخبار میں پیش کیا ہے ۔ اہل حدیثوں اور احناف میں آمین بالجہر اور رفع یدین پر جو آئے دن سر پھٹول اور مقدمہ بازی ہوتی رہتی ہے ۔ اس جھگڑے فساد سے متاثر ہو کر کسی شخص نے مولوی ثناء اللہ اور دوسرے اہل حدیث مولویوں کو لکھا ۔

"دو مسلمانوں کے دو فرقوں اہل حدیث اور احناف میں اتفاق حاصل کرنے کی غرض سے اہل حدیث کو کہدیں ۔ کہ آمین بالجہر اور رفع یدین کو ترک کردیں تاکہ احناف کے ساتھ اتفاق ہو جائے"

ایسے وقت میں جبکہ ہندوؤں سے تعلقات دوستانہ پیدا کرنے کے لئے مولوی ثناء اللہ وغیرہ گائے کی قربانی تک کو قربان کرنے کے ریزولیوشن پاس کر رہے ہیں بجائے اس کے کہ اس اتفاق و اتحاد کے مشورہ پر کان دھرتے ۔ ایسے مشورہ دینے والے صاحب کو اتفاق و اتحاد میں فرق نہ سمجھنے والا قرار دیکر اسے فرقہ اہل حدیث کو اس کی امتیازی نوعیت سے محروم کرنے "کا مجرم قرار دیتے ہیں ۔ گویا ان کے نزدیک اہل حدیث فرقہ کی امتیازی نوعیت آمین بالجہر اور رفع یدین ہی ہے جسے وہ کسی صورت میں بھی ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ۔ اگر اس "امتیازی نوعیت" کی وجہ سے اہل حدیث اور احناف میں نزاع و فساد ہے ۔ تو ہو ۔ اگر ان میں مارپیٹ اور فوجداری تک نوبت پہنچی ہے تو پہنچے ۔ اگر وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں ۔ تو ہوں ۔ مولوی ثناء اللہ اس کو چھوڑنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ۔ حالانکہ وہ یہی تسلیم کرتے ہیں ۔ کہ "یہ دونوں باتیں ضروری و واجب نہیں ہیں" ایسی غیر ضروری باتوں کو جو فتنہ کا موجب بن رہی ہیں ۔ اگر چھوڑ دیا جاتا ۔ تو دین میں کوئی نقص نہ آجاتا لیکن چونکہ اس طرح خیال ہو سکتا تھا ۔ کہ ممکن ہے ۔ آیندہ کبھی ایسی بات کے ترک کرنے کا مطالبہ کیا جائے ۔ جو ضروری اور واجب ہو ۔ اسلئے مولوی ثناء اللہ نے جہاں رفع یدین اور آمین بالجہر کے ترک کرنے سے انکار کردیا ۔ وہاں مطالبہ کرنے والوں کو اتفاق کے یہ معنی بتائے ہیں کہ :۔

"اتفاق کے معنی ہیں ۔ چند چیزوں یا اشخاص کا اپنی اپنی نوعیت یا شخصیت پر قائم رہ کر کسی مشترک غرض میں ملنا"

اور اسی مضمون کے ذیل میں مولوی ابو طاہر صاحب مدرس مدرسہ بہاری سید مدرسہ آرہ کی رائے بھی نقل کی ہے ۔ جو یہ ہے ۔

"اتفاق کے یہی معنے ہیں کہ ہر فرق اپنے اپنے مذہبی کاموں کو آزادی کے ساتھ انجام دے ۔ اور جب کوئی کار مشترک آن پڑے ۔ تو سب ملکر اس کو کریں ایسا نہ ہونے سے کبھی اتفاق ممکن ہی نہیں افسوس ہے ۔ کہ یہ لوگ اس طرف توجہ نہیں فرماتے ۔ اگر ہر فریق کی مذہبی آزادی کا پورا لحاظ رکھا جاوے ۔ تو یقین کامل ہے ۔ کہ ہم اپنے مقصود میں بہت جلد کامیاب ہوں"

یہ تو وہ پیمانہ ہے ۔ جو مولوی ثناء اللہ اور دوسرے اہلحدیث علماء احناف کے مقابلہ میں استعمال کرتے ہیں ۔ جسے بظاہر دیانت اور صداقت کے ساتھ بتایا گیا ہے ۔ کہ اتفاق اسی صورت میں ہو سکتا ہے ۔ کہ ہر شخص کو مذہبی آزادی ہو ۔ اور وہ کامل آزادی کے ساتھ اپنی خصوصیات مذہبی کو قائم رکھ سکے ۔ اور اگر کوئی مشترک مقصد دیکھے ۔ تو اس میں متحد ہو جائے ۔

لیکن کیا غضب ہے ۔ کہ یہی مولوی صاحب جو اتفاق کا یہ اصل پیش کرتے ہیں ۔ ہمارے مقابلہ میں اس کو بالکل بھول جاتے ہیں ۔ اور چاہتے ہیں کہ ہم اپنی مذہبی خصوصیات ترک کرکے ان سے مل جائیں ۔ اور جب تک ہم ان خصوصیات کو نہ چھوڑیں ۔ وہ ہمارے ساتھ کسی امر میں بھی اتفاق کرنے کے لئے تیار نہیں ۔ حالانکہ ہماری خصوصیات اتنی اہم اور ضروری ہیں ۔ کہ ہم ان پر اپنی نجات کا دار و مدار سمجھتے ہیں اور ان کا ترک کرنا خسر الدنیا والآخرة یقین کرتے ہیں ۔

مولوی ثناء اللہ نے اسی اخبار میں جس میں اتفاق کا مندرجہ بالا اصل قائم کیا ہے ۔ لوگوں کو ہمارے خلاف اشتعال دلاتے اور قطع تعلقات کی تحریک کرتے ہوئے لکھا ہے ۔

"یہ ضروری ہے کہ انکے ساتھ اسلامی تعلقات منقطع ہوں ۔ چنانچہ گذشتہ ایام میں گکھڑ کے مسلمانوں نے قادیانیوں کو اپنے قبرستان میں مردے دفن کرنے سے روک دیا"

کیا ہم ان الفاظ کو پیش کرکے دریافت کرسکتے ہیں کہ کیوں جناب والا کہاں گیا آپ کا یہ اصل کہ سب کو اپنے اصول پر قائم رہنا اور ہر فریق کو اپنے اپنے مذہبی کاموں میں آزادی حاصل ہونی چاہیئے ۔ احناف کے مقابلہ میں اتفاق کا جو اصل تم پیش کرتے ہو ۔ اسے ہمارے مقابلہ میں آکر کیوں طاق نسیان کر دیتے ہو ۔ تم میں اور ان میں ایسی باتوں پر اختلاف ہے جو بالکل معمولی ہیں ۔ ذرا غور تو کرو ۔ تم میں اور احناف میں سب سے بڑا جھگڑا آمین بالجہر اور رفع یدین کا ہے ۔ اور یہ وہ مسئلہ ہے ۔ جسے تم بھی فرض اور واجب نہیں سمجھتے تاہم

اس کو تم چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو۔ حالانکہ اس کی وجہ سے تمہاری جو حالت ہو گئی ہے۔ اس کا نقشہ اہل حدیث میں ہی اس طرح کھینچا گیا ہے۔ کہ:۔

"اسوقت مسلمانوں میں جو دو فرقے اہل حدیث اور احناف کے درمیان سخت نزاع و فساد عرصہ دراز سے چلا آرہا ہے۔ (نوبت بانیجا رسید۔ کہ مارپیٹ فوجداری تک ہوئی۔ اور ہوتی رہتی ہے۔ مقدمہ بازیاں ہوئیں۔ اور اس قدر آپس میں عداوت ہے۔ کہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں"

لیکن ایسی عبرتناک حالت ہوتے ہوئے مولوی ثناء اللہ باوجود آمین بالجہر اور رفع یدین کو ضروری اور واجب سمجھنے کے ترک نہ کرنا تو اتفاق و اتحاد کے منافی نہیں سمجھتے۔ اور کہتے ہیں۔ اتفاق کے معنی اپنی اپنی نوعیت پر قائم رہ کر کسی مشترک کام میں شریک ہو جانا ہیں۔ اور اس سے زیادہ اگر کسی پر دباؤ ڈالا جائے۔ تو وہ نہ صرف ناجائز ہوگا۔ بلکہ ایسا اتفاق بیضے ماند نہ شیشے دیگر نے ماند کا مصداق ہوگا۔ لیکن ہماری نوعیت کے خلاف ایڑی سے لیکر چوٹی تک زور لگانے سے نہیں شرماتے۔ اور لوگوں کو اشتعال دلا کر اتفاق کی بجائے نقض امن کا ارتکاب کرنا چاہتے ہیں۔

کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہے کہ ان کا لینے کا پیمانہ اور ہے۔ اور دینے کا اور۔ کہ جب انکے اپنے اوپر بات آتی ہے تو اتفاق کی یہ صورت بتاتے ہیں۔ کہ اپنے اپنے مذہبی کاموں کو آزادی سے کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ لیکن جب ہماری باری آتی ہے۔ تو کہتے ہیں۔ ان کو ایسے مذہبی کاموں میں اجازت نہیں ہونی چاہیئے ؂

کیا سمجھدار اصحاب مولوی صاحب کے ان مختلف پیمانوں سے ان کی اندرونی حالت کا اندازہ لگائینگے۔ اور دیکھینگے کہ وہ کس جرأت اور دلیری سے ان لوگوں میں شامل ہو رہے ہیں۔ جنکے لینے کے پیمانے اور اور دینے کے اور ہوتے ہیں۔ ہمیں اپنے مخالفین سے سب سے بڑی اور بھاری شکایت اگر کوئی ہے۔ تو یہی ہے۔ کہ وہ ہماری مخالفت میں دیانت اور امانت کو بالکل ترک کر دیتے ہیں۔ اور جو بات اپنے لئے جائز سمجھتے ہیں۔ وہ ہمارے لئے جائز نہیں رکھتے ؂

مسٹر ظفر علی اور دولت آصفیہ دکن

اگر تلون اور بے اصولے پن کا بدترین نمونہ دیکھنا ہو۔ تو مسٹر ظفر علی کو دیکھ لینا چاہیئے۔ جو پل میں کچھ اور گھڑی میں کچھ ہوتے ہیں۔ جبتک انہیں کہیں سے تر نوالہ ملتا ہے یا ملنے کی امید بندھی ہے۔ اسوقت تک دنیا جہان کی تمام تعریفیں اور تمام خوبیاں اسی کی طرف منسوب کرینگے۔ لیکن جب دھتکار مل جائے۔ تو ایسے طوطا چشم ہو جائینگے۔ کہ سارے جہان کے عیب ادھر منسوب کرنے لگ جائینگے۔

اس قسم کے واقعات مسٹر ظفر علی کے صفحات زندگی پر بہت ثبت نہیں ہیں۔ بلکہ ایک مستقل تصنیف کی صورت میں بھی موجود ہیں جس کا نام قابل مولف نے ان کے کارہائے نمایاں کی مناسبت سے "پولیٹیکل گرگٹ" رکھا ہے۔ جو صاحب مفصل طور پر ان کے گذشتہ عبرتناک حالات سے آگاہ ہونا چاہیں وہ اس کتاب کو پڑھیں۔ اسوقت ہم ان کے رنگ بدلنے کی ایک تازہ مثال پیش کرنا چاہتے ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ حضور نظام دکن نے اپنی مملکت میں اپنے خاص دستخط سے ایک اعلان نافذ فرمایا تھا۔ جس میں یہ حکم تھا۔ کہ اب جبکہ شرائط صلح کا اعلان ہو چکا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں اس ریاست کے اندر مسئلہ خلافت کے متعلق مزید کارروائی غیر موثر اور بے سود ہوگی۔ بلکہ شاید مزید کارروائی ایسی بے اطمینانی پیدا کرے۔ جو رعایا کے حق میں مضر ثابت ہو۔ اسوجہ سے میں آیندہ جلسوں کے انعقاد کی ممانعت کے ساتھ اپنی رعایا کو ہدایت کرتا ہوں۔ کہ ایسے معاملہ میں شریک ہونے سے احتراز کریں جس میں کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ خطرہ کا قوی احتمال ہے۔

اس اعلان کو مسٹر ظفر علی نے ۲۵ مئی کے زمیندار میں "اعلیحضرت تاجدار دکن کا فرمان ترکی شرائط صلح کے متعلق" کے جلی عنوان سے شائع کیا۔ اور نہ صرف اس کے خلاف کچھ نہ لکھا۔ بلکہ ۲۷ مئی کے زمیندار میں "حضرت محی الملۃ والدین کا فرمان" کے عنوان سے ایک لیڈنگ آرٹیکل بھی اس کی تعریف و توصیف میں لکھا جسکے چند الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"اشاعت دیروزہ میں ہم حضرت تاجدار دکن مدظلہ العالی کا وہ فرمان بجنسہٖ درج کر چکے ہیں۔ اس کا لفظ لفظ اور حرف حرف درد میں ڈوبا ہوا ہے"

لیکن اسکے چند ہی دن بعد جب مسٹر ظفر علی کو حضور نظام دکن نے ملازمت سے برطرف کر دیا۔ تو وہ فوراً اپنے فطرتی جوہر دکھانے پر اتر آئے۔ اور دولت آصفیہ کے خلاف بیہودہ سرائی شروع کر دی۔ لیکن چونکہ والیٔ دکن کے خلاف کھلے طور پر کچھ کہنا آسان امر نہیں۔ اس لئے مسٹر ظفر علی نے ان اعلانات اور خاصکر اس اعلان کے متعلق جس کا لفظ لفظ انہیں درد میں ڈوبا ہوا نظر آتا تھا۔ یہ لکھ کر کہ:۔

"میر عثمان علی خان کے دستخط ان فرامین پر ضرور ثبت ہیں۔ لیکن ہر فہیم اور ہوشمند مسلمان جانتا ہے۔ کہ جس قلم سے یہ دستخط کئے گئے ہیں۔ وہ شملہ کے نیستان سے آیا تھا۔ جو سیاہی ان دستخطوں کے لئے استعمال کی گئی۔ وہ مسلمانوں کے بخت سیہ کی تیرگی سے مسٹر ڈابر کی ضمانت پر جناب علی امام کی سیادت مستعار لائی تھی"

سر علی امام صدر اعظم حیدرآباد دکن کی ذات پر قابل نفرت حملے شروع کر دئے۔ اور ان کا نام "ابن علقمی" رکھا۔ جو اس وزیر اعظم کا نام تھا۔ جسے خلافت عباسیہ کا چراغ گل کرنیوالا سمجھا جاتا ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ اب تو کھلے بندوں ان کو ایک خوفناک سازش کا جال پھیلانے کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ۲۶ جون کے زمیندار میں جو لیڈنگ آرٹیکل "سید علی امام" کے عنوان سے لکھا گیا۔ گو اس کا ایک ایک لفظ قابل نفرت ہے۔ لیکن ذیل کے الفاظ نہایت ہی خطرناک ہیں:۔

"ہندوستان کو معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ ایک نہایت خوفناک سازش کا جال اس مقصد سے بچھایا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں اعلیحضرت بادشاہ دکن کی جو محبت راسخ ہو گئی ہے۔ وہ کسی طرح نکال دیجائے تاکہ اعلیحضرت کا دائرہ اثر صرف دکن کی چہار دیواری میں محدود ہو جائے۔ جہاں صرف بارہ تیرہ لاکھ مسلمان بستے ہیں۔ اور آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کی اخلاقی تائید سے آپ محروم ہو جائیں"

ہم نہایت وثوق اور یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ مسٹر ظفر علی نے

جس "خوفناک سازش" کا ذمہ وار صدر اعظم حیدر آباد کو قرار دیا ہے۔ اس کا سوائے اس کے ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کہ ان کا وظیفہ بند کردیا۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ ان اعلانات سے "خوفناک سازش" کی جو بو انہیں اب آتی ہے۔ وہ اسوقت نہ آئی۔ جبکہ وظیفہ بند نہ ہوا تھا۔

اس سے بھی بڑھ کر قابل نفرت جرأت مسٹر ظفر علی کی یہ ہے۔ کہ وہ حضور نظام کے متعلق پے در پے ایسے الفاظ لکھ رہا ہے۔ جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضور نظام صدر اعظم کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ اور جس طرح صدر اعظم چاہتے ہیں۔ کرتے ہیں اور جیسے چاہتے ہیں منواتے ہیں۔ گویا حیدر آباد کا اصل حکمران صدر اعظم ہے نہ کہ حضور نظام۔

اس قسم کی کمینہ حرکت اس حکومت کے متعلق جس کا مسٹر ظفر علی نے مدتوں نمک کھایا۔ نہایت ہی قابل افسوس اور لائق ملامت ہے۔

کیا ایسے بے اُصولے اور احسان فراموش انسان کی کوئی تحریر یا تقریر عقلمند اور سمجھدار اصحاب کے نزدیک قابل وقعت ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس کا سوائے خود غرضی اور نفس پرستی کے اور کوئی مقصد نہیں ہوتا ۔

بھائی کی بہن سے شادی

آریہ گزٹ اپنے ۲۴ رجون کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ:۔

"ہمعصر آریہ متر سے ہم یہ خبر پڑھ کر حیران رہگئے کہ گڈھ مکتیشور میں ایک بھائی کی شادی اسکی بہن کے ساتھ ہوئی۔

حالات یہ ہیں۔ گڈھ مکتیشور میں ایک شخص بدھ گر رہتا ہے اسکی پہلی عورت سے ایک لڑکا ہے اور اسکی دوسری عورت سے ایک لڑکی ہے اس لڑکے اور لڑکی کی شادی رشی کل ہردوار کے سابقہ اور سناتن دھرم سبھا مراد آباد کے موجودہ اپدیشک نے کرادی۔ وواد سنسکار پورن پورا ریتی سے ہوا۔ اسی گھر سے برات چلی اور اسی گھر میں آکر شادی ہوئی۔

یہ کتنا اتیاچار ہے جو ہوا ہے۔ کیا کوئی سناتن دھرمی اس بات پر مزید روشنی ڈالیگا اور بتلائیگا کہ اگر سناتن دھرم اپدیشک ایسی شادیاں بھی کرانے لگے۔ تو پھر دھرم مریادا کا کہیں ٹھکانا رہ جائیگا"۔

یہ سب کچھ صحیح لیکن کیا آریہ گزٹ جس کا اعتقاد ہے کہ ویدوں میں ریل تار ہوائی جہاز۔ فونوگراف وغیرہ تک کے بنانے کی ترکیبیں درج ہیں اور جو بالکل مکمل کتابیں ہیں انہیں کہیں اس قسم کی شادی کو ناجائز قرار دیا گیا ہے

ہم سنسکرت پڑھنے کیلئے تیار ہیں

لالہ لاجپت رائے صاحب کا اخبار بندے ماترم اپنی اشاعت ۱۰ رجون میں ایک ہندو صاحب کے امتحان "مولوی فاضل" پاس کرنے کی خبر شایع کرتا ہوا مسلمانوں کو سنسکرت زبان کی تعلیم حاصل کرنے کی طرف ان الفاظ توجہ دلاتا ہے۔ کہ

سنسکرت نہ اہل اسلام کیلئے بلکہ عام دنیا کیلئے ہر قسم کے علم کا ایک بحر بے پایاں پیش کرتی ہے۔ فیضی اسی سے فیضیاب ہوا۔ دارا شکوہ نے اس کے میٹھے چشمے سے اپنی پیاس بجھائی۔ اب وقت ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی سنسکرت کیطرف متوجہ ہوں۔ ہندی سے جو حقیقت میں ہند کی زبان ہے پیار کرنا سیکھیں۔ تاکہ سنسکرت علم کے خزانے خود بخود ان کے سامنے کھل جائیں"!

سنسکرت زبان کی خوبیوں کا کون انکار کرسکتا ہے۔ ہمیں سنسکرت بلکہ تمام زبانوں سے محبت ہے۔ کیونکہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ماتحت کہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن اخذھا حیث وجدھا۔ ہر ایک اچھی بات مسلمان کی کھوئی ہوئی شے ہے۔ جہاں اسے پائے لے۔ پس ہم سنسکرت زبان کی خوبیوں کو حاصل کرنے کیلئے تیار اور آمادہ ہیں۔ لیکن غالباً کسی اور زبان کے اہل زبان اپنی زبان سکھانے میں اسقدر بخل سے کام نہیں لیتے ہونگے۔ جس قدر سنسکرت کو اپنی زبان سمجھنے والے۔ اور یہ بخل عوام تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ گریجوایٹ اور انگریزی خوان اصحاب میں بھی پایا جاتا ہے۔ جن دنوں لالہ لاجپت رائے صاحب امریکہ گئے ہوئے تھے۔ ہم نے آریہ اخبارات میں اعلان کیا تھا۔ کہ ہمیں ایک سنسکرت کے عالم پنڈت کی ضرورت ہے۔ جو ہمارے طلباء کو سنسکرت سکھائے۔ اس کے معاوضہ میں کافی مشاہرہ دیا جائیگا۔ اس اعلان پر بجائے اسکے کہ ہمیں کوئی پنڈت صاحب دیئے جاتے ہیں۔ آریہ اخبارات نے الٹی مخالفت کی۔ اور بڑے زور کے ساتھ اعلان کیا۔ کہ کوئی پنڈت ان کے ہاں نہ جائے۔ حتیٰ کہ آریہ اخبار جس نے اجرت لیکر ہمارا جو ضرورت پنڈت کا اشتہار شایع کیا تھا۔ اسے برا بھلا کہا گیا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہمیں ایک قابل پنڈت صاحب مل گئے۔ جو ہمارے طلباء کو سنسکرت پڑھا رہے ہیں۔

اسی طرح کلکتہ یونیورسٹی کے پنڈتوں نے اس بنا پر کام چھوڑ دیا تھا کہ انسے غیر ہندو کیوں سنسکرت پڑھنا چاہتے ہیں۔ پس جب سنسکرت پڑھانیوالے پڑھانے میں اسقدر بخل سے کام لیں پڑھنے والے کیونکر متوجہ ہوسکتے ہیں۔

کیا ہی اچھا ہو کہ ہندو صاحبان سنسکرت پڑھانے کیلئے خاص آسانیاں پیدا کریں۔ اگر ایسا ہو جائے۔ تو سب سے پہلے ہماری جماعت کے لوگ سنسکرت پڑھنے کے لئے تیار ہونگے۔ اور خاص طور پر شکریہ بھی ادا کرینگے۔

امرتسری مخالفین کیلئے عبرت

ملانوں کے اشتعال دلانے پر امرتسر میں ہمارے خلاف ان دنوں بڑا جوش و خروش کا اظہار کیا جارہا ہے۔ اور ہمیں دکھ اور تکلیف پہنچانے کے لئے سب سے بڑا حربہ ہم سے قطع تعلقات کرنے کا چلایا جارہا ہے۔ چنانچہ کئی ایک محلوں میں اس کے متعلق ریزولیوشن پاس کئے گئے ہیں۔ خدا کی قدرت ہے۔ وہ لوگ جو ہم سے اپنے معاشرتی تعلقات قطع کرکے ہمیں مشکلات میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ ان سے بھی نائی۔ دھوبی سقے اور گورکن وغیرہ یہی سلوک کررہے ہیں۔ اور اب تو معلوم ہوا ہے۔ کہ امرتسر کے چوہڑوں نے بھی ایک جلسہ کرکے یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ اگر آیندہ ۸ ر کی بجائے ایک روپیہ۔ اور ایک روپیہ کی بجائے ۲ روپے اور ۴ ر کی بجائے ۸ ر نہ دئے گئے۔ تو ہم کام کرنا چھوڑ دینگے۔ دیکھئے کون غالب آتا ہے۔ کیا یہ عبرتناک نظارہ اور چاہ کن راچاہ در پیش والا معاملہ نہیں ہے۔

آریہ اخبار اور "کتے"

آریہ اخبارات کی اخلاقی حالت جس درجہ گرگئی ہے۔ اس کا اندازہ لگانے کیلئے آریہ اخبار مسافر آگرہ کی حسب ذیل سطور پڑھنی چاہئیں۔ جو مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت اس نے اپنے ۱۸ رجون کے پرچہ میں لکھی ہیں کہ:۔

"ویدک دھرمی سبھا کے سرکاری اخبار "آریہ متر" مورخہ ۱۰ رجون میں اسکے فاضل ایڈیٹر پروفیسر دھرمندر ناتھ شرومنی نے ہمعصر کانپور گزٹ پر ایک نوٹ لکھتے ہوئے اسے "ویدگلی کے کنارے کھڑا بھونکنے والا کتا" لکھا ہے۔ ہم حیران ہیں۔ کہ گورو کل کے اس مایہ ناز سناتک کی اس تہذیب پر اور ہکاریان گورو کل کو مبارکباد دیں یا ایسے قابل فخر اخبار نویس کی خدمات حاصل کرنے پر پرتی ندھی سبھا کو"۔

ہمارے نزدیک مبارکباد کے قابل آریہ سماج ہیں۔ جنہوں نے اپنی مایہ ناز ستیارتھ پرکاش میں دوسروں کے متعلق درشت کلامی کرکے اپنے پیرووں کے لئے قابل تقلید نمونہ چھوڑا۔ اور یہ ثابت کیا ہے۔ کہ جو لوگ دوسروں کو گالیاں دیتے اور غلیظ الفاظ استعمال کرنیکے عادی ہوں۔ وہ اس حربہ کو اپنوں پر بھی چلانے سے دریغ نہیں کیا کرتے ۔

خطبۂ جمعہ

لہو لگا کر شہیدوں میں مِلو۔

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

(جو ۱۸؍ جون ۱۹۲۰ء کو باغ میں پڑھا گیا)

حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

مسیح موعود کے کام خدا کرے گا

اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کے متعلق جس قدر ترقیات کے وعدے فرمائے ہیں۔ وہ سب کے سب ایسے ہیں۔ کہ ان میں خدا تعالےٰ نے اپنے اختیار ہی کا دخل رکھا ہے۔ اور ان میں انسانوں کا بہت ہی کم دخل ہے جتنی پیشگوئیاں پہلے زمانہ کی آخری زمانہ کے متعلق ہیں۔ ان سب سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس وقت خود اپنی طرف سے کچھ سامان پیدا کرے گا۔

خدا کی خاص قدرت کا ظہور

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں زیادہ فتنہ ہوگا۔ کیونکہ غیر معمولی سامان اسی وقت استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ جب معمولی سامانوں سے کام نہ چلے۔ حضرت اقدس کے جس قدر معجزات ہیں۔ ان میں یہی نظارہ نظر آتا ہے جب غیر معمولی حالات پیدا ہوتے ہیں تب اللہ تعالےٰ ان کو اپنے قانون خاص سے توڑتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوتا۔ کہ ایک شخص کے پاس عمدہ پانی ہو۔ اور پھر اس کے لئے خدا خاص طور پر بادلوں کو لائے۔ اور اس پر برسائے۔ بلکہ وہ بادلوں کو تب لاتا ہے جب خاص طور پر اسے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو خدا کا خاص قانون جب ہی جاری ہوتا ہے۔ جب عام قانون انسان کیلئے بند ہو جاتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ کی طرف سے اس زمانہ کے متعلق اس بات پر زور دیا جانا کہ آخری زمانہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نصرت آئیگی۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں شرارت بھی حد کو پہونچ جائیگی۔ بنی نوع انسان حیران ہونگے۔ کہ ان سامانوں کا کیونکر مقابلہ کریں۔ اب مقابلہ نہایت مشکل ہے۔ مگر اس وقت خدا تعالےٰ خاص ذرائع پیدا کریگا۔ کیونکہ ان فتنوں کا دور کرنا اسی کی شان سے وابستہ ہے۔

کفر کی بے نظیر ترقی

آج ہم دیکھتے ہیں۔ کفر و ضلالت نے جو آج ترقی کی ہے۔ اس سے پہلے کبھی یہ ترقی نہیں ہوئی تھی۔ حتّٰی کہ کسی نبی کے زمانہ میں بھی یہ حالت نہ تھی۔ یہ سچ ہے۔ کہ اہل شرارت کے مقابلہ میں اہل حق کی تعداد ہمیشہ کم اور حالت کمزور رہی ہے۔ مگر ایسی نہیں۔ جیسی اسوقت ہماری ہے۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہم تھوڑے ہیں۔ مگر مسیح کے حواری بھی تو تھوڑے تھے۔ ہمارے پاس مال تھوڑا ہے۔ مگر ان کے پاس بھی تو مال تھوڑا تھا۔ اور یہی حال علم کا بھی تھا۔ پھر باوجود اس حالت کے ہم کیسے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم ان سے زیادہ کمزور ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس وقت خواہ اہل حق کی حالت کتنی کمزور ہوتی۔ تاہم ان کے پاس بھی وہی سامان ہوتے تھے۔ جو حکومت وقت کے پاس ہوتے تھے یا عام لوگ ان کو آسانی سے فراہم کر سکتے تھے۔ تعداد کی قلت ہوتی تھی مگر سامان کی قلت نہ تھی۔ وہ یہی زمانہ ہے۔ جس میں تعداد ہی کی قلت نہیں۔ سامانوں کی بھی قلت ہے۔ نئے علوم نے وہ وہ سامان پیدا کئے ہیں۔ کہ حکومت کی مدد کے بغیر وہ سامان جمع نہیں ہو سکتے۔ آج کمزوروں کا مقابلہ واقعی زور آوروں سے ہے۔ مسیح نے تو کہدیا تھا۔ کہ تو اپنے کپڑے بیچ کر تلوار خرید۔ لیکن آج اگر مکانات بھی بیچ دیں۔ تو توپ نہیں مل سکتی دشمن کے پاس تلوار سے بڑھ کر بندوق اور توپ اور مختلف قسم کے سامان ہیں۔ مگر ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ پھر پہلے لوگ اپنے وقت کے سامان تیار کرا سکتے تھے۔ ہم تیار بھی نہیں کرا سکتے اس میں شبہ نہیں۔ کہ ہمارا مقابلہ روحانی مقابلہ ہے۔ مگر دشمن کو اپنے سامانوں پر گھمنڈ ہے۔ وہ انہی سامانوں کی بنا پر دعوےٰ کر رہے ہیں۔ کہ ہم سب دنیا سے اپنا مذہب منوا لینگے۔ ان کی طرف سے جو مذہبی آزادیاں دی جا رہی ہیں۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ عیسائیت بہت وسیع القلب ہو گئی ہے۔ بلکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ آخر یہ ہمارا ہی شکار ہیں۔ پس پادریوں کا تمام جوش و خروش اسی لئے ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو سامانوں سے آراستہ سمجھتے ہیں۔ اور ان کا جوش و خروش کلیلہ دمنہ کے چوہے کا سا ہے۔

یہ ایک ہندی قصہ ہے۔ جو پہلے فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ اور پھر عربی میں ترجمہ ہوا۔ اس کتاب میں لکھا ہے ایک شخص تھا۔ اس کی ایک زاہد نے جو جنگل میں رہتا تھا دعوت کی جب وہ کھانے کے لئے آیا تو کھانا رکھا گیا۔ اور گفتگو ہو رہی تھی کہ زاہد گفتگو اور کھانے کے درمیان منہ اور ہاتھوں سے عجیب عجیب حرکتیں کرتا تھا۔ اس شخص کو یہ اچھا نہ معلوم ہوا۔ اس نے زاہد سے کہا۔ کہ تم یہ کیا کرتے ہو۔ اس نے کہا۔ کہ میں کتنا ہی اونچا کھانا رکھوں ایک چوہا ہے۔ وہاں تک پہنچ جاتا ہے۔ اور کھانا خراب کر دیتا ہے۔ اس شخص نے جب یہ سنا تو کہا۔ کہ اس چوہے کے اچھلنے کی وجہ میں سمجھ گیا۔ کہ اس کے بل میں مال ہوگا جس کے گھمنڈ پر وہ اچھلتا ہے۔ اس کے بل کو کھودنا چاہیئے۔ یہ بل کھودا گیا۔ تو اس میں سے مال نکلا جب مال وہاں سے نکال لیا گیا۔ تو پھر وہ چوہا اتنا اونچا نہیں اچھل سکتا تھا۔

عیسائیت کے پاس دلائل نہیں

اس چوہے سے مراد ایسا مالدار آدمی ہے جو محض اپنے مال کی بنا پر گھمنڈ میں آجائے۔ اور اچھلنے لگے۔ پس پادری یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم تمام مذاہب کو کھا جاینگے۔ ہمارے پاس صداقت کے دلائل ہیں۔ یہ باطل ہے۔ کیونکہ عیسائیت ایک مردہ مذہب ہے۔ اور اس میں روحانیت نہیں نہ روحانیت سے مقابلہ کر سکتی ہے۔ اسمیں طاقت نہیں کہ دعاؤں کے ذریعہ مقابلہ کر سکے۔ باقی رہے دلائل ان سے یہ کیا مقابلہ کر سکیگی۔ کیونکہ اس کے دلائل کی معقولیت اسی سے ظاہر ہے۔ کہ تین ایک ہیں اور ایک تین۔ پھر کہا جاتا ہے خدا ابت محبت کرنے والا ہے۔ اس کیلئے خدا کو عادل بنایا ہے اور عادل بنا کر کفارہ کا ڈھونگ گھڑا ہے۔ کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو سولی پر دیدیا۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے۔ تو اس طرح وہ عادل بھی نہیں رہتا۔ کیونکہ جب سارے جہان کے بدلے ایک شخص کو جو بالکل بے قصور ہو۔ پھانسی پر چڑھانا کہاں کا عدل ہے کیا ان دلائل کو فطرۃ قبول کر سکتی ہے؟

پس محض ایک ظاہری شان ہے۔ جو ظاہر کلیسائیت کے تام میں شریک ہے۔ اور اسی کے بل پر عیسائیوں کا دعوےٰ ہے کہ ہم مذہبی طور پر تمام دنیا کو فتح کر لینگے۔ یہ سارا دعوےٰ محض حکومت کے بل پر ہے۔ کیونکہ جو سامان آج عیسائی کہلانے والی سلطنتوں کے پاس ہیں۔ وہ کسی حکومت کے پاس نہیں ہونگے تمام دنیاوی سامان جو جنگوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اکثر صرف عیسائیوں کے پاس ہیں۔ یا اگر کسی غیر عیسائی کے پاس ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔ عام طور پر یورپ کی طاقتوں کے مقابلہ

میں جاپان کا نام لے لیا جاتا کرتا ہے۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ جاپان کی حالت نہایت کمزور ہے۔ اور اس کے لئے مالی مشکلات ایسی پیش آجاتی ہیں۔ کہ قریب ہوتا ہے کہ اس کا دیوالہ نکل جائے۔ پس عیسائی طاقتیں مضبوط ہیں اور جو رنگ ان کا ہے۔ جو سامان ان کے پاس ہیں دنیا میں کسی کو حاصل نہیں۔ ان تمام سامانوں اور طاقتوں کے مقابلہ میں خاص سامان ہی کام کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام کے لئے اس زمانہ میں خدا نے تمام ترقیات کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

کام خدا کریگا ہمیں تو محض ثواب کا موقعہ دیا گیا ہے

خدا کی خاص مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو گا۔ جب یہ حال ہے۔ تو ہمارا کام تو کچھ بھی نہ رہا۔ ہمیں تو صرف خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہونے کا موقعہ دیا گیا ہے۔ پہلوں کو جو چیز بڑی بڑی قربانیوں کے بعد حاصل ہوتی تھی وہ ہمیں بہت آسانی سے مل رہی ہے۔ پہلوں کو جانی اور مالی بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑیں لیکن ہمارے لئے ان کے مقابلہ میں گویا کچھ بھی نہیں۔ ہمارے اندر اس وقت تک کابل کے دو واقعوں کے سوا کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ اور آئندہ بھی پہلوں کے مقابلہ میں اگر جانی قربانی کا موقعہ آیا۔ تو ہمیں غالباً اتنی قربانیاں نہیں کرنی پڑینگی۔ پس ہمارے لئے کام بہت کم ہے۔ قرآن کریم میں اس زمانہ کے متعلق آتا ہے۔ واذا الجنۃ ازلفت کہ وہ زمانہ ایسا ہو گا۔ کہ جنت بہت قریب کر دی جائیگی۔ گویا کہ اب یہ حال ہے۔ کہ ثمر قریب ہے۔ ہمیں ہاتھ بڑھا کر لے لینے کی ضرورت ہے۔ یا ایک چھوٹا سا زینہ ہے۔ جس پر ہم چڑھ کر مقصد پا سکتے ہیں۔ اگر ہم اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو کتنے افسوس کی بات ہو گی۔ اور اس کی ایسی ہی مثال ہو گی جیسا کہ مشہور ہے۔ کہ سڑک پر ایک سپاہی چلا جا رہا تھا۔ اتنے میں اس کو آواز آئی۔ کہ اے میاں سپاہی۔ ادھر آنا جب وہ وہاں گیا۔ تو آواز دینے والے نے کہا۔ یہ بیر میری چھاتی پر پڑا ہے۔ اسے اٹھا کر میرے منہ میں ڈال دینا۔ اس پر سپاہی بہت خفا ہوا۔ کہ یہ کتنا سست آدمی ہے۔ کہ خواہ مخواہ میرا وقت خراب کیا۔ پاس ہی سے آواز آئی کہ ہاں میاں سپاہی واقعی یہ بہت سست ہے۔ کتا رات بھر میرا منہ چاٹتا رہا۔ میں نے ہر چند اسے کہا کہ ہٹا دو۔ مگر اس نے نہ ہٹایا۔ یہ تو ایک قصہ ہے۔ لیکن ہم اس سے بھی سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

پس اگر ہم بھی اس وقت سست ہو جائیں۔ اور ایسے آسان وقت میں انعامات الٰہی حاصل نہ کریں۔ تو پھر ہم سے بڑا کون ہو گا۔ بہت ہیں جو اس قصہ پر ہنستے ہیں۔ لیکن اگر وہ بھی سست ہو جائیں۔ تو وہ ان سے بدتر ہو نگے۔ جن کا اس قصہ میں ذکر ہے۔ کیونکہ ہمارے لئے خدا کی طرف سے بہت آسانیاں کر دی ہیں۔ اور خدا نے خود تمام کام کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور نعمت کو اسقدر قریب کر دیا ہے۔ کہ ہم اگر اب بھی اس کے لینے کے لئے ہاتھ نہ بڑھائیں۔ تو ہم سے بڑا اور سست کون ہو گا۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی سمجھ دے۔ کہ ہم اسکے عطا فرمائے ہوئے سامانوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اور مفت میں لہو لگا کر شہیدوں میں ملیں۔ کم از کم نام تو شہیدوں کا پائیں شہیدوں کا نام تو مل جائیگا۔ کیونکہ کام تو خدا ہی کریگا۔ اور کر رہا ہے۔

ایک احمدیت سے مرتد ہونیوالے کی حقیقت

اخبار زمیندار مورخہ ۲۳ / جون ۱۹۲۰ء میں ایک شخص سید میر تبسمل کے احمدیت سے مرتد ہونے کا اعلان شائع ہوا ہے۔ اس کے متعلق چودھری امام الدین صاحب جیورانوالی ضلع گجرات لکھتے ہیں۔

"مسمی سید میر عرف بسمل دراصل ایک فریبی اور چالاک اور دھوکے باز شخص ہے۔ اس نے کبھی احمدیت کے اعمال نہیں کئے۔ اس بیچارے کا کوئی اعتبار بھی نہیں کیونکہ وہ سخت مفلس ہے۔ رزق کیواسطے کئی رنگ بدلتا ہے۔ مفصل پھر۔"

اسکے ساتھ ہی چودھری صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ اخبار زمیندار کو میری طرف سے نوٹس دیدیں۔ کہ اگر اس میں اس قسم کے لوگوں کی خبریں شائع ہوتی ہوں۔ تو میرے نام کا اخبار بند کر دیا جائے۔

کیا تکمیل شریعت مانع نبوت ہے

(۱)

مولوی محمد علی کا غلط استدلال

حضرت فضل عمرؓ کی خلافت کی مخالفت میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کھلے کھلے عقائد کے خلاف اس طرح متشابہات سے کام لیا ہے۔ کہ ایک مومن کا دل کانپ جاتا ہے۔ اور بے اختیار

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا

کی دعا منہ سے نکلتی ہے۔ اگرچہ مولوی صاحب کی اس قسم کی تحریروں سے عام طور پر وہی لوگ ہلاک ہوئے۔ جو پہلے ہی فی قلوبھم مرض کے مصداق تھے۔ لیکن بعض سعید روحیں ایسی بھی ہیں۔ جو قلت فہم یا عدم علم کے باعث ان مغالطوں کا شکار ہوئی ہیں۔ اس لئے میں آج مولوی محمد علی صاحب کے اس مغالطہ کا جواب دیتا ہوں۔ جو انہوں نے تکمیل شریعت کی بنا پر عدم ضرورت نبوت کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں:۔

"اس امت میں نبی اسلئے نہیں ہو سکتا۔ کہ قرآن نے تکمیل شریعت کر دی۔" (صفحہ ۶۶۔ حاشیہ کتاب مسیح موعودؑ)

یہ دلیل دراصل مولوی صاحب کی اختراع نہیں۔ بلکہ مسیح موعودؑ کے مخالف غیر احمدی علماء کی ایجاد ہے۔ جسے وہ مسیح موعود کی نبوت کے انکار میں پیش کرتے ہے۔ اور ہم بحیثیت احمدی ہونے کے اس کا جواب دیتے ہے۔ مگر افسوس! آج مولوی محمد علی صاحب وہ سب کچھ دانستہ بھول کر بڑے شد و مد سے اسی غلط استدلال کو احمدی جماعت کے مقابل بار بار استعمال کرتے ہیں۔ بظاہر نظر تو غیر احمدی اور ان کے ہمنام کے احمدی اس سے خوش ہوتے ہونگے۔ کہ سبحان اللہ! کیا صاف دلیل ہے

تکمیل شریعت

مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر تکمیل شریعت کے یہی معنے ہیں۔ جو مولوی محمد علی صاحب نے لئے ہیں۔ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ ہر نبی شریعت کی تکمیل کرنیوالا ہوا ہے۔ اور یہ کہ نبی کے لئے تھوڑی یا بہت شریعت کا لانا ضروری ہے۔ جس سے شریعت کی تکمیل ہو۔ حالانکہ یہ سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ اور قرآن مجید اور

احادیث نبویہ اسکی تکذیب کرتی ہیں مگر قبل اسکے کہ میں اس استدلال کا ابطال کروں ۔ میں دکھانا چاہتا ہوں کہ مولوی محمد علی بھی ہمارے بیان کردہ نتیجہ کے ساتھ متفق ہیں ۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

"مواہب الرحمٰن جو جنوری ۱۹۰۳ء کی کتاب ہے اس میں اُمت کے مجددین اور اولیاء اور پہلی اُمتوں کے نبیوں میں ایک فرق لکھا ہے ۔ جو یہ ہے کہ "ایشاں را رنگ انبیاء دادہ میشود و در حقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ است (صفحہ ۶۶ و ۶۷) یعنی اُن اولیاء اور مجددین کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے ۔ مگر در حقیقت نبی نہیں ہیں ۔ وجہ یہ کہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا ۔ پس معلوم ہوا ۔ کہ اگر قرآن حاجت شریعت کو کمال تک نہ پہنچاتا ۔ تو یہی اولیاء اللہ در حقیقت نبی ہوتے ۔ پس حضرت موسیٰ کے بعد نبیوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء میں ۔ یہ امتیاز قائم کیا ہے کہ نبی شریعت کی تکمیل کرتے تھے ۔ یہاں تکمیل کی حاجت نہیں ۔ اسلئے اس اُمت کے خلفاء نبی نہیں " (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۸۹ - ۹۰)

مذکورہ بالا اقتباس کسی مزید توضیح کا محتاج نہیں ۔ کیونکہ اسمیں مولوی صاحب نے اُمت محمدیہ کے خلفاء کے نبی نہ ہونے کی وجہ صرف یہی قرار دی ہے ۔ کہ شریعت کامل ہے ۔ اور ساتھ ہی اقرار کیا ہے ۔ کہ اگر قرآن شریف کامل نہ ہوتا ۔ تو خلفاء محمدیہ در حقیقت نبی ہوتے ۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ :۔

(۱) کیا پہلے انبیاء سب کے سب تکمیل شریعت ہی کرتے تھے یا ان میں سے اکثر تجدید شریعت ہی کرتے تھے ۔

(۲) کیا شریعت کا کامل ہونا نبی کے آنے کو مانع ہے ۔

(۳) کیا شریعت کا یہی کمال ہے ۔ کہ اس کی پیروی کرنیوالے نبوت کے مقام عالی تک پہنچ نہیں سکتے ۔

سوال اول کا جواب جو کچھ مولوی صاحب نے دیا ہے ۔ اس کے خلاف مسیح موعود فرماتے ہیں کہ :۔

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسُول کے یہ معنے ہوتے ہیں ۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں ۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں "

(خط حضرت مسیح موعود مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۹۶)

یہ حوالہ صاف بتا رہا ہے کہ اسلام میں نبی تین طرح کے ہیں :۔

اوّل :۔ وہ جو کامل شریعت لاتے ہیں یا

دوم ۔ وہ جو کامل شریعت تو نہیں لاتے لیکن بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں (گویا وہ بعض احکام شریعت لاتے ہیں ۔ جن سے پہلے بعض احکام منسوخ کرتے ہیں)[1]

سوم ۔ وہ جو نہ کامل شریعت لاتے ہیں ۔ اور نہ ہی بعض احکام جدیدہ لاتے ہیں ۔ بلکہ وہ صرف نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے ہیں

پس صاف ثابت ہے ۔ کہ قسم سوم کے نبی ہرگز ہرگز تکمیل شریعت نہیں کرتے تھے ۔ بلکہ ان انبیاء کے ظہور کی علت غائی محض تجدید شریعت سابقہ ہے ۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"ہمارا دعویٰ ہے ۔ کہ ہم رسُول اور نبی ہیں ۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے ۔ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھکر ہو ۔ اور اسمیں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں ۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں ۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے ۔ اور نئی کتاب لائے ۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں ۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں ۔ جنپر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی ۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے ۔ جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو ۔ پس وہ نبی کہلائے " (ڈائری مندرجہ بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

مولوی محمد علی صاحب نے اس حضرت مسیح موعود کی ڈائری کا کوئی جواب بن آتا نہ دیکھ کر النبوۃ فی الاسلام میں صرف یوں لکھ دیا ہے کہ :۔

"یہ بھی کہیں آپ کی ڈائری میں ہے کہ بنی اسرائیل میں بعض ایسے نبی بھی آتے رہے ۔ جو صرف پیشگوئیاں کرتے تھے " صفحہ ۸۸

کسقدر ظلم ہے کہ اتنی عظیم الشان شہادت جو عقائد پیغامیہ کے ابطال پر اکیلی ہی کافی دلیل ہے اُسے "یہ بھی کہیں آپ کی ڈائری میں ہے " کہکر پیچھا چھوڑا لیا جائے ۔ مولوی صاحب کے ان الفاظ سے اور پھر اس ڈائری کو نقل نہ کرنے سے تو صاف ظاہر ہے کہ اپنے دل میں اپنی کمزوری کو ضرور محسوس کر رہے تھے ۔ ورنہ وہ ضرور اسے درج کر دیتے ۔ اور اگر وہ یہ کہیں کہ حوالہ معلوم نہ تھا تو یہ صریح جھوٹ ہو گا ۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اس ڈائری کو بتمام و کمال خاص طور پر اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں درج کر دیا تھا ۔ اور مولوی صاحب نے اسی کتاب کے جواب میں "النبوۃ فی الاسلام" کو تحریر کیا ہے ۔ اور جبکہ اس میں بہت سے غیر ضروری اور بے تعلق حوالجات بھی پیش کئے ہیں ۔ تو پھر یہ عذر کس طرح کیا جا سکتا ہے ۔ کہ حوالہ معلوم نہ تھا ۔ دراصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب کے پاس اس ڈائری کے الفاظ کا کوئی جواب نہ تھا ۔ اور نہ ہے ۔ اس لئے گھبرا کر اس ڈائری سے پیچھا چھڑانے کے لئے لکھ دیا کہ :۔

"یہ بھی کہیں آپ کی ڈائری میں ہے"

میں نے تو اس ڈائری کو لمبی لمبی تاویلات کے موجد مرہم عیسیٰ کے سامنے بارہا پیش کیا ۔ مگر وہ بیچارہ بھی کبھی اس کو حل نہ کر سکا ۔ ہاں یہ ضرور جواب دیا کہ :۔

"بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ۔ جنپر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی ۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے " میں جن انبیاء کا ذکر ہے ۔ وہ تو جھوٹے نبی تھے ۔ لیکن جب پھر ہم نے پوچھا کہ آگے جو لکھا ہے کہ :۔

"صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے ۔ جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو ۔ پس وہ نبی کہلائے یہی حال اس سلسلہ میں ہے ۔"

اسکا کیا مطلب ہے ۔ کیا جھوٹے نبیوں سے موسوی دین کی تجدید اور شوکت و شان کا اظہار ہوا کرتا تھا ۔ اور پھر کیا حضرت مرزا صاحب کا یہ منشاء ہے ۔ کہ نعوذ باللہ جس طرح وہ جھوٹے نبی تھے ویسا ہی میں بھی جھوٹا نبی ہوں ۔ (استغفر اللہ ثم استغفر اللہ) تو پھر وہ اپنی اور اپنے غیر واجب الاطاعت امیر کی تاویل باطل پر قائم نہ رہ سکے ۔

---

[1] کیوں! یہ کس طرح ممکن ہے ۔ کہ بعض احکام شریعت تو وہ پہلی شریعت میں کم و بیش کرتے ۔ مگر پھر بھی صاحب شریعت نہ کہلاتے ۔ صاحب شریعت کے تو یہی معنے ہیں کہ بعض شریعت کے حکم لائے ۔ وہیں آپ دوبارہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ نبی ضرور احکام شریعت لاتے ہیں ۔ پھر "گو صاحب شریعت" نہ ہوتے ۔ کے کیا معنے ۔

جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہیں وہ دین مُردہ ہے

اس ڈائری میں تو حضرت مسیح موعود نے اپنے نبی ہونے پر اسقدر زور دیا ہے - کہ انکار کی گنجائش ہی نہیں - چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"ہمارا مذہب تو یہ ہے - کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو - وہ مردہ ہے - یہودیوں - عیسائیوں - ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں - تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا"

گویا مسیح موعود کے اصل کی رُو سے مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک اسلام بھی مردہ ہی مذہب ہے - کیونکہ اس میں بھی کوئی نبی نہیں ہو سکتا - اس لئے ہم تو اس عقیدہ سے سخت بیزار ہیں ایسا عقیدہ مردوں کے لئے ہی مرغوب خاطر ہو سکتا ہے -

اصل بات یہ ہے - کہ مولوی محمد علی صاحب کو مواہب الرحمٰن کی عبارت ایک بہانہ مل گئی - ورنہ ان کو خوب معلوم ہے کہ تکمیل دین مانع نبوت نہیں - کیونکہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں میں بھی جن پر مولوی صاحب کا بہت زور ہے - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی تکمیل دین کو مانع نبوت قرار نہیں دیا - بلکہ اسکے برخلاف لکھا ہے - جیسا کہ مندرجہ ذیل اعتراض اور اس کے جواب سے عیاں ہے :-

"معترض صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے - کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی - اور پھر اعتراض کیا ہے - کہ جب دین کمال کو پہنچ چکا ہے - اور نعمت پوری ہو چکی - تو پھر کسی مجدد کی ضرورت ہے نہ نبی کی .... لیکن افسوس معترض کو یہ سمجھ نہیں - کہ مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس اُمت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے - جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے - اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مرسل تھے - اور انکی توراۃ بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل تھی - اور جس طرح قرآن کریم میں الیوم اکملت لکم ہے - اسی طرح توریت میں بھی آیات ہیں - جن کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو ایک کامل اور جلالی کتاب دی گئی جس کا نام توریت ہے - چنانچہ قرآن کریم میں بھی توریت کی یہی تعریف لکھی ہے - لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی - بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے - کہ تا ان کے زمانہ میں جو لوگ توریت سے دُور پڑ گئے ہوں پھر ان کو توریت کے اصل منشاء کی طرف کھینچیں اور جن کے دلوں میں کچھ شکوک اور دہریت اور بے ایمانی ہو گئی ہو - انکو پھر زندہ ایمان بخشیں - چنانچہ اللہ جل شانہٗ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے - ولقد اتینا موسی الکتب وقفینا من بعدہٖ بالرسل - یعنی موسیٰ کو ہم نے توراۃ دی - اور پھر اسکے بعد ہم نے کئی پیغمبر بھیجے تا توریت کی تعلیم کی تائید اور تصدیق کریں - اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے - ثم ارسلنا رسلنا تترا - یعنی پھر پیچھے سے ہم نے اپنے رسول پے درپے بھیجے - پس ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ عادت اللہ یہی ہے - کہ وہ اپنی کتاب بھیج کر پھر اسکی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء بھیجا کرتا ہے" (شہادت القرآن صفحہ ۴۲ ، ۴۳)

پھر آگے تحریر فرماتے ہیں :-

"یہ باتیں بے ثبوت نہیں - بلکہ قطعی و متواترہ اسکے شاہد ہیں اور مختلف بلاد کے نبیوں - مرسلوں اور محدثوں کو چھوڑ کر اگر صرف بنی اسرائیل کے نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں پر ہی نظر ڈالی جائے تو انکی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چودہ سو برس کے عرصہ میں یعنی حضرت موسیٰ سے حضرت مسیح تک ہزارہا نبی اور محدث انہیں پیدا ہوئے - جو خادموں کی طرح کمر بستہ ہو کر توریت کی خدمت میں مصروف رہے - چنانچہ ان تمام بیانات پر قرآن شاہد ہے اور بائبل شہادت دے رہی ہے اور وہ نبی کوئی نیا دین نہیں سکھاتے تھے - صرف توریت کے خادم تھے" (شہادت القرآن صفحہ ۴۳)

"خدا تعالیٰ نے بااحتیاط یہی کیا کہ ہزارہا نبی اس شریعت کی تجدید کے لئے بھیجے" ایضاً صفحہ ۴۵

مذکورہ بالا تحریر سے مندرجہ ذیل امور صاف صاف ثابت ہیں :-

(۱) کتاب یا شریعت کا کامل ہونا نبیوں کے آنے کو مانع نہیں جو اس کتاب کی تجدید کریں

(۲) ایسے نبی بھی صدہا ہوئے ہیں جو نہ تو کوئی نیا دین سکھاتے ہیں اور نہ ہی انکے پاس کوئی کتاب ہوتی تھی - گویا نبی کیلئے کتاب کا لانا شرط نہیں اور نہ ہی احکام جدیدہ (نئے دین کا) لانا ضروری ہے :-

(۳) توریت ایک ایسی کامل کتاب تھی - جو بنی اسرائیل کی تعلیم کیلئے کافی تھی مگر باوجود اس کتاب کی موجودگی کے انبیاء اس کتاب کی خدمت اور تجدید کیلئے آتے رہے - (۴) اس اُمت میں بھی خلفاء روحانی کی ویسی ہی ضرورت ہے - جیسی ان غیر تشریعی انبیاء کی تھی :-

اب میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ جبکہ توریت کے بعد جو اپنے زمانہ اور قوم کے لئے کامل کتاب تھی ایسے نبی آتے رہے - جو اسکی تجدید کرتے رہے (نہ کہ ترمیم جیسا کہ مولوی صاحب کا خیال ہے) اور قرآن مجید کی طرح توراۃ میں بھی آیات ہیں - جن کا وہی مطلب ہے - جو اکملت لکم دینکم کا ہے - تو پھر قرآن مجید کا کامل ہونا انبیاء کے آنے کو کس طرح مانع ہو سکتا ہے -

مولوی صاحب کہہ سکتے ہیں کہ صاحب موصوف نے اعتراض کے جواب میں اسوقت محدثیت کا دعویٰ کیوں کیا - نبوۃ کا ہی دعویٰ کیوں نہ کر دیا - اس کا جواب صرف یہ ہے - کہ ابھی آپ کو خدا تعالیٰ نے منصب نبوۃ پر قائم نہیں فرمایا تھا اسلئے آپ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا - لیکن یہاں تو یہ بحث ہی نہیں میرا سوال تو صرف یہ ہے کہ جبکہ شریعت کا کامل ہونا حضرت مسیح موعود کے نزدیک نبیوں کے آنے کو مانع نہیں ہے - تو کیوں آپ مسیح موعود کے خلاف وہ عقیدہ رکھتے ہیں جو اس نادان معترض کا تھا - جسکے جواب میں شہادۃ القرآن جیسی زبردست کتاب لکھ کر اسکے نادانی کے خیال کو مسیح موعود نے جڑ سے اکھاڑ پھینکا تھا وہ معترض تو بے علمی اور بے ایمانی کی وجہ سے اعتراض کر بیٹھا لیکن آپ کو کیا ہوا - کہ باوجود مسیح موعود کے سمجھا دینے کے بھی آپ پھر وہی اعتراض کرتے ہیں - کیا آپ کو بھی وہی مرض تو نہیں ہوا - جو اسکو تھا اور جس کا ذکر حضرت مسیح موعود اس طرح فرماتے ہیں کہ :-

"معترض کا یہ خیال کہ انکی ضرورت ہی کیا ہے صرف اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ معترض کو اپنے دین کی پرواہ نہیں اور کبھی اس نے غور نہیں کیا کہ اسلام کیا چیز ہے" (شہادۃ القرآن صفحہ ۴۳)

پھر یہ کہ خلیفہ کا انکار انسان کو فاسق بناتا ہے - اور مولوی صاحب نے مسیح موعود کے محمود مصلح الموعود اور خلیفہ کا انکار کر کے وہی انعام پایا جو منکران خلافت کے لئے ازل سے مقرر ہے اور جس کا ذکر مسیح موعود نے اس طرح کیا ہے :-

"بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک فرض ہے - اور ان سے مخالفت کرنیوالے فاسق ہیں اگر مخالفت پر مریں" (شہادۃ القرآن صفحہ ۶۴)

یہاں سے یہ امر بھی طے ہو گیا کہ خلفاء کی بیعت بھی فرض ہے مگر افسوس مولوی محمد علی اور انکے ہمخیال یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خود مسیح موعود کا ماننا بھی کوئی فرض نہیں - کیونکہ انکے نزدیک مسیح موعود کو ماننا جزو ایمان ...نہیں۔ [illegible] عمر الدین از [illegible]

مخالفین کے اعتراضات کے جواب

نمبر ۱

ایک رسالہ بنام "اصلاح الخیال احوال مسیح المبخال" ہمارے پیش نظر ہے۔ مولوی حافظ عبدالغفار راشد دہلوی نے اس رسالہ میں حضرت سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام کی بعض تحریرات پر اعتراضات کئے ہیں۔ ہم اس رسالہ کے تمام بیہودہ کلام کو نظر انداز کرتے ہوئے اصل اعتراضات کے جوابات دینا چاہتے ہیں تاکہ ان غلط فہمیوں سے جو کہ تمام تر رسالہ "اصلاح الخیال" کے ذریعہ پھیلائی گئی ہیں۔ تمام حق پسند بچ جائیں۔

پہلا اعتراض

"ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۷ میں قادیانی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے وطن گلیل میں مر گئے۔ اور رسالہ الہدیٰ میں یوں بھی لکھدیا۔ کہ ان کی قبر کشمیر میں ہے۔ اور اس کے ثبوت میں جو دلیل پیش کی۔ وہ بھی کہ ہمیں کشف سے ثابت ہو چکا ..... عیسیٰ علیہ السلام گلیل میں فوت ہو کر کشمیر میں کس طرح چلے گئے۔ زیر زمین کے سوراخوں سے نکل کر پہنچے۔ یا ہوا پر اڑ کر؟"

جواب

حضرت سیدنا المسیح الموعود نے گلیل میں حضرت عیسیٰ کا فوت ہونا جو لکھا ہے۔ وہ محض الزاماً عیسائیوں پر اتمام حجت ہے۔ کہ ان کے نزدیک بھی بہرحال حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں۔ چنانچہ یہ بات خود حضرت سیدنا المسیح الموعود کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ اور ازالہ اوہام میں جہاں حضرت عیسیٰ ؑ کے گلیل میں فوت ہونے کا ذکر ہے۔ اسی مضمون کے آخری الفاظ اسی حوالہ کے متعلق جو نور افشاں نے پیش کیا تھا یہ ہیں۔ کہ

"اور یاد رہے۔ کہ یہ تاویلات اس حالت میں ہیں کہ ہم ان عبارتوں کو صحیح اور غیر محرف قبول کر لیں۔ لیکن اس قبول کرنے میں بڑی دقتیں ہیں۔ جاننے والے خوب جانتے ہیں۔ کہ مسیح کا آسمان کی طرف اٹھائے جانا انجیل کی کسی الہامی عبارت سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور جنہوں نے اپنی اٹکل سے بغیر رویت کے کچھ لکھا۔ ان کے بیانات میں علاوہ اس خرابی کے کہ ان کا بیان چشم دید نہیں۔ اس قدر تعارض ہے کہ ایک ذرہ ہم ان میں سے شہادت کے طور پر نہیں لے سکتے"۔

پس حضرت مسیح موعودؑ نے صاف فرما دیا۔ کہ ایک ذرہ ہم ان سے شہادت کے طور پر نہیں لے سکتے۔ سو حضور نے اپنے کسی دعوے کی شہادت میں اعمال باب اوّل کی وہ آیتیں ہرگز پیش نہیں کی ہیں۔ جن میں مسیح کا گلیل میں وفات پانا لکھا ہے۔ ہاں الزامی طور پر عیسائیوں کے مسلمات سے حضرت عیسیٰ ؑ کا وفات پا جانا ظاہر فرما دیا ہے۔ جو عیسائیوں پر اتمام حجت کا ایک اچھا طریق ہے۔ پس حضرت عیسیٰ کا گلیل میں فوت ہونا حضور کا اپنی طرف سے دعویٰ نہ تھا۔ آپ نے تو الزاماً عیسائیوں پر حجت تمام کی ہے۔ پھر حضور کا کشمیر میں مزار عیسیٰ علیہ السلام بتانا قابل اعتراض نہیں کیونکہ یہ حضور کی تحقیق ہے۔ اور گلیل میں فوت ہونا عیسائیوں کا قول تھا۔ جو غلط نکلا۔

محفوظ الحق

احمدی بہنوں کے فرائض

احمدی بہنوں جب خادمان مسیح موعود کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنا تن من دھن سب خدا کے کاموں میں صرف کر رہے ہیں۔ تو ہمیں بھی اپنے فرائض سے آگاہ ہونا اور خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہیئے۔ دن بدن سلسلہ کے کاروبار وسیع ہوتے جاتے ہیں۔ اور ضروریات بڑھ رہی ہیں۔ خلیفہ اولوالعزم کے مقدس اور زبردست ہاتھوں سے کارہائے نمایاں سرانجام ہو رہے ہیں۔ جن کو زمانہ بھر کے شمس العلماء رؤسا امراء و کلاء ابوالوفا وغیرہ نہیں کر سکے اسی کے مبارک عہد میں مارٹن یورپ۔ امریکہ میں مجاہدین نے احمدیت کے جھنڈے جا گاڑے ہیں۔ یہی وقت ہے۔ کہ اسلام جس کو مسلمانوں کی تفرقہ اندازیوں نے زار و نزار کر رکھا ہے۔ مالوں اور جانوں کی قربانی چاہتا ہے۔ اے احمدی بہنوں اٹھو کمر ہمت باندھو۔ زیوروں مالوں اولادوں کو پیارے مذہب پر قربان کر دو۔ جماعت کی زندگی میں اپنی زندگی سمجھو۔ ہم درگاہ الٰہی میں تب ہی مقرب بن سکتی ہیں۔ جب کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ پر عمل کر کے دکھائیں۔ یعنی جو کچھ اس خدا نے ہم کو بخشا ہے۔ مال دولت اولاد آنکھیں۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ پاؤں سب اسی کی رضا جوئی میں خرچ اور صرف ہوں۔ ایک وقت آنے والا ہے۔ کہ بادشاہ اس مسیح کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ پھر ہمارے چند پیسوں کی کیا قدر ہوگی۔ اب جو ایک پیسہ کے خرچ کرنے کا اجر ہے۔ وہ اس وقت دس روپے میں بھی حاصل نہ ہوگا۔ توقف اور ڈھیل بہت بری چیز ہے۔ اس سے انسان ہزار سال پیچھے جا پڑتا ہے۔

پھر میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ کہ مجاہدین دین تیار کرنے میں بھی احمدی بہنوں کو پوری پوری مدد دینی چاہیئے۔ اس کیلئے میرے آقائے نامدار حضرت مسیح موعودؑ نے مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی ہے۔ اور اگلے ہی دن معزز الفضل میں ایک پرزور مضمون اس امر کے متعلق شائع ہوا تھا۔ کہ اپنے بچوں کو احمدیہ سکول میں داخل کر کے ثواب دارین حاصل کرو۔ اب اے پیاری بہنوں سوائے اخلاص اور محبت اسلام کے کوئی چیز محشر میں کام نہیں آئیگی۔ سو لبیک کہ کر اپنے بچوں کو احمدیہ مدرسہ میں داخل کرو۔ مشنری عورتوں کو دیکھ کر ہماری اسلامی غیرت و حمیت کیوں جوش نہیں مارتی۔ جو کہ اپنے دین باطل کی تبلیغ اور اشاعت کی خاطر سمندر چیرتی ریگستانوں بیابانوں کو طے کرتی افریقہ کے بے رحم وحشیوں کے ہاتھوں قتل ہوتی۔ پہاڑوں کی اونچی دشوار گذار چوٹیوں پر اشاعت مذہب کی خاطر اپنے آرام حرام کر کے دیوانہ وار پھرتی نظر آتی ہیں۔ بڑی لائق قابل ڈاکٹر ہو کر صرف معمولی خرچ لیتی ہیں۔ اور اشاعت مذہب میں سرگرمی سے کوشش کرتی ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ صرف لڑکوں کو ہی نہیں۔ بلکہ لڑکیوں کو بھی اس قدر تعلیم دیں۔ کہ ان کی رگوں میں بھی اسی غیرت و حمیت اور ایثار کا خون دوڑنے لگے۔ جو کہ مرد مجاہدین کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ تاکہ وہ حلقہ مستورات میں تبلیغ کا کام سرانجام دے سکیں۔ میں خود دو بچوں اور دو بچیوں کو محض تبلیغ دین کی خاطر تعلیم دلوا رہی ہوں۔ میں نے دو بچیوں کو خدا کی نذر کر دیا ہے۔ میرا اس پر یقین ہے۔ کہ جب تک ہم مذاہب باطلہ کے مشنریوں سے بڑھ کر جوش و خروش نہ دکھائیں گے۔ دین کو سچا پیار کرنے والے نہیں کہلا سکینگے اور جب تک حق کی راہ میں سب کچھ لٹا کر صدیق اکبر کی طرح ایک بوریا پاس نہ رہ جاویگا۔ ہمیں قیصر و کسریٰ کی چابیاں نہیں ملینگی۔ دعاگو عاجزہ اہلیہ ملک کرم الٰہی ضلعدار ٹوبہ ٹیک سنگھ

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین کا مصدقہ ممیرا۔ اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا

سرمہ ممیرا اور ست سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا۔ کہ یہ وہ چیز ہے۔ جس سے لوگ ہزار ہا روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شایع کرایا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ بہت سے لوگوں نے اس سے نفع اٹھایا۔ اور میں نے بھی نفع اٹھایا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک ۔

میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مصدقہ ہے۔ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں۔ یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہوں۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامت رض نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا۔ کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔

قیمت سرمہ ممیرا قسم اول ؏ فی تولہ۔ اصلی ممیرا عـہ فی رتی تولہ۔

یہ سرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کے لئے بہت مفید مجرب اور مقوی بصر ہے۔ خصوصاً طلباء کیلئے

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء نافع صرع۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ۔ مثانہ سلس البول و سیلان منی و بوست و درد مفاصل وغیرہ کیلئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت ہمراہ دودھ استعمال کریں۔

قیمت قسم اول عـہ فی تولہ

المشتہر

احمد نور کابلی۔ تاجر مہاجر۔ قادیان گورداسپور

فاروق کی قیمت میں خاص رعایت

۳۱ جولائی تک مدت بڑھا دی گئی

ایک سو غیر مستطیع اصحاب کیلئے یہ رعایت کی جاتی ہے۔ کہ جو اصحاب اخبار فاروق کی خریداری کیلئے ۳۱ جولائی تک درخواستیں کریں۔ ان کو بجائے چار روپے سالانہ کے عـہ سالانہ پر سال بھر تک فاروق دیا جائیگا۔ یہ اخبار خلافت ثانیہ کے عہد کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ جس میں مخالفین سلسلہ و دشمنان اسلام کے اعتراضات کے جوابات اور دیگر مفید مضامین اور اخبارات چھپتے ہیں۔ جو ہفتہ وار ہر جمعرات کو ۱۲ صفحہ عمدہ کاغذ رنگدار پر شایع ہوتا ہے اس کا اصلی چندہ چار روپیہ سالانہ ہے۔ جو ایک سو خریداروں کو جن کی درخواستیں ۳۱ جولائی تک وصول ہونگی صرف عـہ سالانہ پر دیا جائیگا۔ بشرطیکہ درخواست کے ساتھ عـہ پیشگی ادا کریں یا وی پی کی اجازت دیں۔ شائقین اس رعایت سے جلد فائدہ اٹھاویں ایسا نہ ہو۔ کہ سو کی تعداد پوری ہو جائے۔ اور پھر آپ کی درخواست پہنچے پتہ ذیل پر درخواست ارسال فرمائیں۔ مینیجر فاروق قادیان۔ گورداسپور

آم کی بہار

ملیح آباد اودھ کے مشہور قلمی آم

عزیزوں دوستوں کو تحایف اور سوغات بھیجنے کا عمدہ موقع ہے۔ آم ایسے لذیذ جو شاہان اودھ کے خاصہ کے آم کہلاتے تھے۔ بھیجے جاوینگے ۔

پارسل عمدہ حالت میں پونچے گا۔ سفیدہ۔ آمن دسہری مکھن۔ نایاب۔ خاصہ۔ ساٹھہ۔ ۱۰ دانہ قیمت معہ محصول صرف عـہ روپیہ پیشگی آنا چاہیئے۔

لنگڑہ۔ بنارسی۔ بمبئی۔ سمتال۔ گولہ۔ ۲ بارہ ماسہ ۱۰ بار للعہ قیمت پیشگی منی آرڈر آنے پر تعمیل ہوگی آموں کی قلمیں جو تیسرے سال پھل دیوینگی۔

فہرست مفت روانہ ہوتی ہے ۔

المشتہر

حیدر حسن خاں آم ایجنسی ملیح آباد ضلع لکھنو

اشتہار

حبوب دافع جملہ امراض معدہ

یہ گولیاں جملہ امراض معدہ کیلئے نہایت مفید ہیں۔ سوہضمی کھٹے ڈکار درد معدہ کو چند دنوں کے متواتر استعمال سے کلیۃً رفع کر دیتی ہیں کا سر یا بیچش اور سنگرہنی کیلئے بھی نہایت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ ان کا باقاعدہ استعمال چند ہی دنوں میں معدہ کی سب شکایات کو رفع کر دیتا ہے۔ زیادہ تعریف فضول ہے۔ ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔ قیمت پیکٹ مجموعی پچاس گولی عـہ

شیخ احمد۔ احمدی مراڑہ۔ تحصیل ظفروال۔ ضلع سیالکوٹ

لاہور میں احمدی دواخانہ

جس کا نام

حضرت خلیفۃ المسیح نے رفیق مریضاں رکھا ہے۔ جس میں ہر قسم کے انگریزی نسخہ جات تیار کئے جاتے ہیں۔ سا بلئے بذریعہ اعلان ہذا ملتمس ہوں۔ کہ اگر کسی بھائی کو انگریزی نسخہ یا دوائی کی ضرورت ہو تو میری معرفت طلب فرمائیں۔ باہر کے آرڈر بھی سپلائی کئے جاتے ہیں ۔

عبدالجلیل رفیق مریضاں میڈیکل ہال انسو چیدرواتہ لاہور

البیان الکامل فی تحقیق الدق والسل

مصنفہ

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب احمدی متعلمہ میڈیکل کالج لکھنو

دق پر نہایت واضح کتاب جو نہایت محنت سے لکھی گئی۔ طبیب اور غیر طبیب ہر ایک کے لئے یکساں مفید۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خاص طور سے تعریف فرمائی ہے اخبار کا حوالہ ضرور ہو ۔

مجلد للعہ ۔ غیر مجلد للعہ ۔ محصول ڈاک ۲ر منی آرڈر آنا ضروری ہے۔ کتاب وی پی نہ کی جائے گی ۔

المشتہر

سید عبدالمجید۔ محلہ نرھی۔ لکھنو

ممالکِ غیر کی خبریں

آئرلینڈ میں بیشمار جانوں کا نقصان

ملک آئرلینڈ میں جو فتنہ فساد ہو رہے ہیں۔ ان کے حالات ناظرین اخبار سے پوشیدہ نہیں۔ مگر یہ فساد روبہ اصلاح ہونے کی بجائے دن بدن ترقی پر ہیں۔ چنانچہ کوائف آئرلینڈ کے متعلق جو اطلاعات ہیں۔ وہ یہ ہیں لنڈن کی ۲۱ر جون کی خبر ہے کہ لنڈنڈری میں آج کی لڑائی میں بیشمار جانوں کا نقصان ہوا۔ یہ رائے بھی ظاہر کی جاتی ہے کہ بہت سا نقصان پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ فوج اور مسلح سوٹروں نے فریقین جنگ کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنے کے لئے بار بار مداخلت کی۔ لیکن لڑائی ایک جگہ بند ہو کر کسی اور جگہ شروع ہوتی رہی۔ قوم پرستوں نے سرکاری بندوقیں استعمال کیں۔ اور بڑی بڑی سڑکوں میں ریت کے پشتے بنائے۔ ایک سپاہی کے دوپہر کے بعد گولی لگی راہبر فوج نے فائر کئے۔ اور ہجوم کو منتشر کر دیا۔ اب شہر میں نسبتاً خاموشی ہے ؛

ٹرکی کو مزید مہلت دینے سے انکار

اتحادیوں نے شرائط صلح پر دستخط کرنے کے لئے ٹرکی کو مزید مہلت دینے سے انکار کر دیا ہے جس سے اس بناء پر ترکی حلقوں میں بہت بددلی پھیلی ہوئی ہے۔ کہ باب عالی کو ۲۷ر جون تک اپنا مکمل جواب پیش کرنا پڑے گا۔ کیونکہ وہ مزید مہلت ملنے کی توقع پر ضروری احتیاطیں عمل میں نہیں لایا ؛

جرمنی کو ہوائی جہاز بنانے کی ممانعت

اتحادیوں نے جرمنی کو ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ موجودہ ہوائی جہازوں کی تباہی یا حوالگی کے بعد تین ماہ سے پیشتر نئے فوجی یا سول ہوائی جہاز نہ بنائے جائیں۔

پولینڈ میں تپ محرقہ کے دفعیہ

قوموں کی لیگ نے تمام ممالک کی گورنمنٹوں سے اپیل کی ہے۔ کہ پولینڈ میں تپ محرقہ کی وبا کے خلاف جد و جہد کرنے کے لئے بیس لاکھ پونڈ کی رقم جمع کی جائے۔ برطانیہ نے پچاس ہزار پونڈ چندہ دیا ہے۔

ترکی احرار لسپاکی میں

لنڈن - ۲۴ر جون - ہفتہ وار سرکاری تبصرہ جنگ مظہر ہے کہ ترکی احرار کی فوجیں لسپاکی میں پہونچ گئی ہیں یہ مقام دردانیال پر واقع ہے ؛

ترکوں کے خلاف یونانیوں کی جارحانہ کارروائی

۲۴ر جون - پیرس سمرنا کا ایک تار مظہر ہے کہ یونانیوں نے ترکی احرار کے خلاف جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے۔ ترکی احرار جو اخیر کے نواح میں مجتمع ہونے پر مجبور ہوئے تھے بے ترتیبی سے پسپا کر دیئے گئے ہیں۔ اور یونانیوں نے اخیر پر قبضہ کر لیا۔ اور اب شمال کی طرف بڑھ رہے ہیں ؛

ترکی فوج گھیرے میں

لنڈن ۲۳ر جون - یونان کی ایک سرکاری اطلاع سمرنا سے مظہر ہے کہ یونانی فوج نے فلیڈلفیا میں ایک ترکی دستہ فوج کو گھیر لیا ہے اور ۸ ہزار قیدی اسیر کئے ؛

جرمنی میں سخت بلوے

لنڈن ۲۳ر جون - برلن فوجوں کی زیادتی کے باعث شہروں میں سخت بلوے ہوئے۔ شہر اوسنابرگ میں ہجوم نے دکانیں لوٹ لیں پولیس نے فائر کئے۔ کئی شخص زخمی ہوئے۔ گرانفلڈ ایک میں مجمع نے منڈی لوٹی۔ بازاروں میں سامان بکھیر دیا۔ پولیس انتظام کا جو آ گئی ؛

وزیر اعظم ایران کا استعفٰے

طہران - ۲۵ر جون وثوق الدولہ وزیر اعظم اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ وزیر اعظم کی علیحدگی سے جو معاہدہ ایران کے مصنف اعظم بھی ہیں۔ حالت انتہا درجہ کی نازک ہو جائیگی ؛

قیصر ابھی تک ملی سے بچا نہیں

کپتان ڈیوڈرائس کے جواب میں مسٹر لائڈ جارج نے کہا کہ معزول قیصر پر مقدمہ چلائے جانے کے متعلق مزید کارروائی نہیں کی گئی۔ کیونکہ حکومت ہالینڈ نے اس کی حوالگی سے انکار کر دیا۔ کپتان ڈیموڈین نے سوال کیا کہ تب قیصر کو سولی پر لٹکانے کی گفتگو ختم سمجھی جائے۔ مسٹر لائڈ جارج نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کا دوست ابھی بالکل محفوظ نہیں ؛

ہندوستان کی خبریں

ہندوستانی "مسٹر" اور "اسکوائر"

گورنمنٹ پنجاب نے اپنے محکموں کے نام ہدایت جاری کی ہے۔ کہ خط و کتابت میں ہر ہندوستانی افسر کے نام کے ساتھ جو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدے کے برابر ہو۔ لفظ "مسٹر" یا "اسکوائر" بطور اعزازی لقب کے لکھنا چاہیئے۔

چالیس لاکھ کا عطیہ

سیٹھ حاجی غلام محمد عمر باشندہ راندیر نے جو بمبئی کے ایک سربرآوردہ تاجر ہیں۔ ۴۰ لاکھ روپیہ مصارف خیر کیلئے علیحدہ کیا ہے۔ تجویز کی گئی ہے کہ راندیر میں مسلمان بچوں کی تعلیم کیلئے ایک سکول اور ہوسٹل قائم کیا جائے۔

بمبئی میں وکالت کی فیس

گورنمنٹ بمبئی ایک قانون پاس کرنیوالی ہے۔ جسکے ذریعے وکلاء کی فیس میں اضافہ کیا جائیگا۔

لاہور میں ابتدائی تعلیم

لاہور کی میونسپل کمیٹی کے سامنے ایک تحریک پیش کی ہے کہ لاہور میں مفت ابتدائی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ اعداد شمار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لاہور میں بچوں کی تعداد ۱۱ ہزار ۴۰۸ ہے۔ جنمیں سے ۲ ہزار ۸۳۹ اسکولوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ موجودہ اسکولوں میں ۳۵۹۶ طلباء کی مزید گنجائش ہے۔ شہر میں کل ۴۸ ابتدائی مدارس ہیں۔ ایسے ۳۰ میونسپلیٹی کی طرف سے قائم ہیں۔ ۲۰ مزید مدارس درکار ہیں تاکہ تمام بچوں کی تعلیم کا انتظام ہو سکے۔

بین الاقوامی ہندوستانی قوموں کی لیگ میں

پارلیمنٹ میں کرنیل ویجووڈ کے جواب میں کرنیل لزلی ولسن نے کہا کہ آئیندہ بین الاقوامی مزدور کانفرنس میں ہندوستان کو قائم مقامی دینے کی تجویز ہے۔

ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ کے خلاف صدائے احتجاج

بمبئی ۲۶ر جون - بمبئی ہوم رول لیگ اور نیشنل یونین کے انتظام سے شنبہ کی شام کو سوراجی گوکل داس ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ مسٹر محمد علی جناح صدر تھے۔ جلسہ مقررہ وقت سے بہت دیر پہلے بالکل معمور تھا ؛

لاٹھی پر بھی قانون اسلحہ

نیشنل ٹرمپ ایک ہمعصر اخبار کے حوالہ سے یہ خبر نقل کرتا ہے۔ کہ کلکتہ پولیس کمشنر نے

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس ۶ دا... جسکے مالکان کیلئے شائع ہوا)